

جون ۲۰۰۷ء

ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

بانی
شیخ المفسرین والمحدثین
حضرت مولانا
صوفی عبدالحمید خان سواتی
مدظلہ العالی

مدیرِ اعلیٰ حضرت مولانا
محمد فیاض خان سواتی

ادارہ اشاعت
مدرسۃ نصرۃ العلوم
گوجرانوالہ پاکستان



مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر

اپنے بزرگوں سے بغاوت

۱۲۔ اپریل ۲۰۰۷ء کو چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں غیر مقلدین حضرات نے ”سیرۃ تاجدار انبیاء“ کے عنوان سے کانفرنس منعقد کی، اس میں انہوں نے جو لہجہ اور انداز اختیار کیا وہ اہل علم کیلئے قطعاً قابل تعجب نہیں اسلئے کہ کل اناء پتر شخ بما فیہ کے بمصداق وہ ایسا انداز اختیار کرنے میں خود کو یقیناً مجبور سمجھتے ہوں گے البتہ ان کے اسٹیج سے بعض ایسی باتوں کا اظہار بھی کیا گیا ہے جن پر تبصرہ اور ان کی حقیقت سے عوام الناس کو آگاہ کرنا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں، سر دست ہم نے صرف ان باتوں پر تبصرہ کیا ہے جو ہمیں مصدقہ ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں ان کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں جن پر تبصرہ کا حق ہم محفوظ رکھتے ہیں۔

اس اسٹیج پر اعلان کیا گیا کہ ہمارا علمائے دیوبند سے اختلاف فروغی نہیں بلکہ عقائد میں اختلاف ہے اور کہا گیا کہ ہم بایگ دھل کہتے ہیں کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ اور شرکیہ ہیں، ان حضرات کا یہ اعلان صرف علماء دیوبند سے اختلاف کا نہیں بلکہ اپنے بزرگوں سے بغاوت کا اعلان ہے، اسلئے کہ انہوں نے علماء دیوبند کے بارہ میں نظریہ بالکل اس کے برعکس بیان کیا ہے، چنانچہ ایک سوال کے جواب میں کہا گیا کہ احناف دیوبندی اہل سنت میں شامل ہیں (فتاویٰ الہمدیث ج ۱ ص ۶) کئی مقامات میں اپنے فتاویٰ کی تائید میں علمائے دیوبند کے فتاویٰ درج کئے گئے ہیں، ملاحظہ ہو فتاویٰ ثنائیہ اور فتاویٰ علمائے حدیث ج ۹۔

سردار الہمدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم لکھتے ہیں ”مدرسہ دیوبند علم دینی کی عموماً اور مذہب حنفی کی خصوصاً جو خدمت کر رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں“۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۹۳)

سردار الہمدیث ہی فرماتے ہیں کہ ”پنجاب میں مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی مرحوم میرے شیخ الحدیث تھے، دیوبند میں مولانا محمود الحسن صاحب اور کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین استاذ العلوم والحدیث میرے شیخ الحدیث تھے، پھر آگے لکھتے ہیں کہ دیوبند کی سند امتحان میرے لئے باعث فخر میرے پاس موجود ہے“۔ (الہمدیث کا مذہب ص ۳) جب بریلوی حضرات کی جانب سے سردار الہمدیث مرحوم کی عقیدہ علم غیب سے متعلق ایک عبارت پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے اپنی تائید میں دار

العلوم دیوبند سے فتویٰ طلب کیا۔ (الہجریٹ کا مذہب حاشیہ ص ۱۵۳۸ ملخصاً)

سردار الہجریٹ مرحوم نے اپنے اساتذہ میں حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کا ذکر کیا ہے، ان ہی حافظ صاحب کے بارہ میں ہے کہ وہ چند روز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے پاس رہے اور ان کو صاحب علم و فضل جانتے ہوئے ان سے موطا امام مالک کے بعض مشکل مقامات سمجھنے کی کوشش کی، آپ فرماتے ہیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ میرے اشکالات کو دور فرمایا۔ (حافظ عبدالمنان وزیر آبادی حیات خدمات آثار ص ۷۴، ۷۵ ملخصاً)

مولانا عبدالغفور صاحب اثری جہلمی مرحوم جن کے امام حرم سے خصوصی تعلقات کے واسطے سے بہت سے غیر مقلدین کو اہل حرم سے روابط قائم کرنے کا موقع ملا، وہ بریلوی حضرات کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلویؒ، مولانا نانوتویؒ، فاضل گنگوہیؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا تھانویؒ، مولانا محمد شریف گھریالویؒ، لکھنویؒ بزرگ روپڑی اور غزنوی اکابر جیسی یگانہ روزگار ہستیوں کے ساتھ میل جول جائز نہیں، ہم کہتے ہیں کہ پھر بتایا جائے اور کون لوگ ہیں جن کے نقش قدم پر چل کر صراط مستقیم تلاش کی جاسکتی ہے۔ (پاکستان میں امامین حرمین کی آمد ص ۲۳)

گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والے مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب نے اپنے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کا تذکرہ کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ان کی کتاب حجیت حدیث ص ۱۱)

مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی مرحوم، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ، حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دیوبندی اور اہل حدیث یہ دونوں مکتب فکری طور پر اسی تحریک کے ترجمان ہیں یا کم از کم مدعی ہیں کہ ہم اس تحریک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ (مسئلہ حیاۃ النبی اولہ شریعہ کی روشنی میں ص ۱۳، ۱۴)

ان کے علاوہ بھی بہت سے حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں، جب خود کو الہجریٹ کہلوانے والے طبقہ کے ان بزرگوں نے علماء دیوبند کو استاد مان کر فخر کا اظہار کیا اور علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلنے کو صراط مستقیم قرار دیا تو اب غیر مقلدین کی نئی پود کا علماء دیوبند سے اختلاف کو عقائد کا اختلاف قرار دینا اور ان کے عقائد کو شرکیہ کہنا یقیناً اپنے بزرگوں سے بغاوت کا اظہار ہے اور جو اپنے بزرگوں کا باغی ہو اس کی بات کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

عقائد کی وضاحت کی ضرورت

علماء دیوبند کے عقائد تو وہی ہیں جو ان کی کتابوں میں مذکور ہیں جن کو اکابر غیر مقلد علماء پڑھتے اور سمجھتے رہے اور کسی نے ان کو شرکیہ قرار نہیں دیا، اب اگر نئے غیر مقلد علماء کو ان عقائد سے اختلاف ہے تو وہ اپنے عقائد کی وضاحت کریں کہ ان کے عقائد کیا ہیں تاکہ ان کا جائزہ لیا جاسکے اور پرکھا جاسکے کہ ان کی حقیقت کیا ہے، ان کے اس اسٹیج پر یہ تو کہا گیا کہ ہمارا ان کا اختلاف ہے کہ اللہ کہاں پر ہے، عرش پر مستوی ہے یا ہر جگہ ہے، مگر یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ ان کا اس بارہ میں عقیدہ کیا ہے، علماء دیوبند کا اس بارہ میں عقیدہ وہی ہے جو احناف کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے اور اس کی تائید اکابر غیر مقلد علماء نے کی ہے، ایک مسئلہ کے جواب میں اپنے نظریہ کی تائید میں ائمہ اربعہ کا قول ہی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا، چنانچہ لکھا گیا کہ ائمہ دین میں سے صرف ائمہ اربعہ کا قول یہاں نقل کر دیا جاتا ہے، امام ابو حنیفہؒ نے وصیت میں فرمایا کہ ہم اقرار کرتے ہیں اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے بے اس کے کہ اس کو حاجت ہو، امام مالکؒ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور کیفیت نامعلوم اور ایمان اس پر واجب اور سوال اس کی کیفیت سے بدعت (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۳۲ و فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱ ص ۹۰) اور صفات سے متعلق اس نظریہ کی تائید فتاویٰ الہند حدیث ج ۳ ص ۵۰۲ اور فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۱۹۸ تا ص ۲۰۲ میں کی گئی ہے، احناف کے نظریہ کی تائید تو غیر مقلد اکابر علماء نے کی ہے اس سے اختلاف رکھنے والے اپنا نظریہ واضح کریں۔

حضرت گنگوہیؒ پر الزام

غیر مقلدین کے اسٹیج پر کہا گیا کہ حضرت گنگوہیؒ انگریز کے وفادار تھے حالانکہ حضرت گنگوہیؒ کا انگریز کے خلاف عملاً جہاد میں حصہ لینا اور ان کے ساتھی حافظ ضامن کا شہید ہونا اور حضرت گنگوہیؒ کا گرفتار ہو کر جیل کا ٹائپسی حقیقت ہے کہ اس کا انکار نصف النہار کے وقت سورج کے انکار سے بھی زیادہ احمقانہ فعل ہے۔ اہل بدعت کی تقلید

علماء دیوبند کی عبارات میں کانت چھانٹ اور پھر اپنی مرضی کا مفہوم لیکر بہتان تراشی اہل بدعت کرتے رہے، اب اہل بدعت کی تقلید کرتے ہوئے یہی انداز غیر مقلدین نے بھی اختیار کر لیا ہے، ہمارا تجربہ ہے کہ علماء دیوبند کا کوئی بھی مخالف خواہ وہ اہل بدعت میں سے ہو یا غیر مقلد ہو وہ ہیرا پھیری کے بغیر کوئی الزام علماء

دیوبند پر نہیں لگا سکتا اور نہ ہی کوئی الزام ثابت کر سکتا ہے، ہیرا پھیری میں پہل تو اہل بدعت نے کی تھی مگر اس دور میں غیر مقلد علماء ان سے کہیں زیادہ آگے نکل چکے ہیں، اسی کا مظاہرہ ان کے اس اسٹیج سے بھی ہوا، بعض عبارات کے خود ساختہ مفہوم لیکر کردار کشی کی گئی۔

پہلی عبارت

کلیات امدادیہ کے حوالہ سے کہا گیا کہ اس میں لکھا ہے کہ ھو ھو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ ذکر کرنے والا خود اللہ بن جائے، ذکر کرنے سے کوئی اللہ بن جاتا ہے؟ اگر کلیات امدادیہ کی پوری عبارت ذکر کردی جاتی تو معترض کو بہتان تراشی کا موقعہ ہی نہ ملتا۔

کلیات امدادیہ کی اصل عبارت یوں ہے ”اور اس کے بعد اس کو ھو ھو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں، اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا اور مرتبہ بی یسمع و بی بصر (یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے) حاصل ہو جائے گا۔“ اس عبارت میں وضاحت کردی گئی ہے کہ اللہ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بی یسمع و بی بصر کے مرتبہ میں ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ کا ہو جانا تو صحیح احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے اور طبرانی میں حضرت ابوامامہؓ سے اور بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بہا ورجلہ الذی یمشی بہا۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۶۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعہ میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے، جب نوافل کے ذریعہ سے بندے کو یہ مرتبہ حاصل ہو جانا احادیث سے ثابت ہے تو ذکر سے بھی اس کو بی یسمع و بی بصر کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے، باقی رہا یہ اشکال کہ الفاظ یہ کہے ہیں کہ اللہ ہو جائے اور مراد یہ لیا ہے کہ بی یسمع و بی بصر کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو یہ حضرات صوفیاء کرام کی اصطلاح ہے جیسا کہ حضرت تھانویؒ نے

دوسرے مقام میں لکھا ہے صوفیاء کی اصطلاح بہت سی اصطلاحات سے مرکب ہیں، یہاں تک کہ عوام کی اصطلاحات بھی اس میں داخل ہیں مثلاً کسی کا تعلق خاص ہو اس کو محاورات میں کہا جاتا ہے کہ بھلا آپ کوئی غیر ہیں تو مطلب یہ کہ میرا آپ سے خاص تعلق ہے، اسی محاورہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عین حق ہیں یا شیخ عین رسول ہیں۔ (ملفوظات ج ۲۶ ص ۲۹۰) جب یہ صوفیاء کی اصطلاح ہے اور اہل علم کا محاورہ ہے لا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی ہر کسی کو اصطلاح مقرر کرنے کا حق ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جس کی اصطلاح ہے اسی کے مفہوم کے مطابق اصطلاح کا مفہوم لیا جائے، جب یہ اصطلاح صوفیاء کرام کی ہے اور حضرات صوفیاء کرام نے اس کا جو مفہوم لیا ہے اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں تو اعتراض سراسر لاعلمی کی وجہ سے ہے اسلئے کہ یہ انداز تو غیر مقلدین کے ہاں بھی مسلم ہے کہ ظاہر الفاظ بولے جائیں اور ان کا ظاہری مفہوم نہ لیا جائے، جیسا کہ غیر مقلد عالم نے ان اللہ تعالیٰ خلق آدم علی صورۃ سے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خدا کی صورت پر ہونا ایک تو اس طرح سے ہے کہ حقیقتاً آدم کی صورت خدا کی ہو تو یہ محال ہے، دوم یہ کہ الفاظ ہی بولے جائیں اور مراد خدا کے سپرد کر دی جائے۔ (فتاویٰ الہدیٰ ج ۳ ص ۵۰۲) یعنی الفاظ تو یہ بولے جائیں کہ آدم اللہ کی صورت پر ہیں مگر اس کی مراد کو سپرد خدا کر دیا جائے، اگر آدم کو اللہ کی صورت پر کہا جاسکتا ہے اور اس پر غیر مقلدین کو اعتراض نہیں تو ہی یسمع وہی یبصر کے مرتبہ کو اللہ کہنے پر ان کو اعتراض کیوں ہے جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں ہو جاتا ہوں، اللہ ہو جانے کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ معبود بن جاتا ہے اسی لئے کلیات امدادیہ کی عبارت میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ مشغول ہو جانا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے۔

دوسری عبارت

حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کے حوالہ سے کہا گیا کہ اشرف علی تھانوی صاحب اپنے پیر صادق کے متعلق کہتے ہیں گنگوہ میں پیر صادق تھے وہ لوگوں کو کم مرید کیا کرتے تھے جو شخص مرید ہونے کو آتے وہ لا الہ الا اللہ صادق رسول اللہ پڑھاتے۔ ملفوظات کی اصل عبارت اس طرح ہے ”فرمایا گنگوہ میں ایک بزرگ تھے جن کا نام صادق تھا وہ مرید کم کرتے تھے، وہ شخص ان کے پاس آئے انہوں نے دونوں کا امتحان لیا اور کہا کہ کہو لا الہ الا اللہ صادق رسول اللہ، ایک بھاگ گیا دوسرے نے کہہ دیا، اس کو بیت کر لیا اور فرمایا کہ تم نے کیا

سمجھا اس نے کہا میں نے آپ کو رسول تو نہیں سمجھا یہ تاویل کر لی کہ رسول اللہ مبتدا اور صادق خبر مقدم ہے، فرمایا کہ میری بھی یہی مراد تھی۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۲۶ ص ۱۶۵، ۱۶۶)

اس عبارت میں ہے کہ صرف دو آدمیوں کا امتحان لیا مگر غیر مقلدین نے اس کو عموم بنالیا کہ جو شخص مرید ہونے کو آتے وہ ان کو یہ پڑھاتے، پھر یہ کہ یہ امتحان تھا اور امتحان میں تو ایسے سوالات ہوتے ہی رہتے ہیں صرف ونحو کے طلبہ سے سوال کیا جاتا ہے کہ من اکرم محمدا فقد کفر ومن ابغض محمدا فہو مومن، یہ کلمات درست ہیں یا نہیں تو سطحی قسم کے طلبہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ کفریہ کلمات ہیں اسلئے کہ ان کا معنی بنتا ہے کہ جس نے محمد ﷺ کی تعظیم کی وہ کافر ہے اور جس نے محمد ﷺ سے بغض یعنی دشمنی کی تو وہ مومن ہے مگر صرفی ابواب کے خاصیات جاننے والے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ کلمات درست ہیں اسلئے کہ اکرم اور ابغض میں باب افعال کا ہمزہ سلب کے لئے ہے اور معنی یہ ہے کہ جس نے محمد ﷺ کا اکرام نہ کیا تو وہ کافر ہے اور جس نے محمد ﷺ سے دشمنی نہ کی تو وہ مومن ہے۔

پیر صادق صاحب کا مقصد ان کو اپنا کلمہ پڑھانا نہیں تھا جیسا کہ غیر مقلد عالم نے ظاہر کیا ہے بلکہ ان کا امتحان لینا تھا جیسا کہ عبارت میں واضح ہے اور پھر اس مرید نے جس مفہوم سے یہ کلمات ادا کئے اس مفہوم کو واضح کر دیا کہ صادق خبر مقدم اور رسول اللہ مبتدا مؤخر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا معبود کوئی نہیں اور اللہ کے رسول سچے ہیں اور پیر صادق صاحب نے فرمایا کہ میری بھی یہی مراد تھی جب نہ مرید نے کفریہ مفہوم لیا اور نہ پیر صاحب نے کفریہ مفہوم کا ارادہ کیا بلکہ صرف امتحان کیلئے یہ کلمات کہلوائے تو اس پر اعتراض کی کون سی بات ہے مگر غیر مقلد نے یہ ظاہر کیا کہ پیر صاحب نے اپنا کلمہ پڑھوایا ہے اور یہی اپنا خود ساختہ مفہوم لیکر عوام الناس کو دھوکہ دیا حالانکہ پیر اور مرید دونوں کی مراد سے اس مفہوم کی نفی ہوتی ہے۔

تیسری عبارت

تذکرہ الخلیل کے حوالہ سے کہا گیا کہ عاشق میرٹھی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی نانی جی کو اسہال کا پچیش کا مرض تھا جس کو اپنی پنجابی میں کہتے ہیں ٹنیاں لگ جانا، ان کو ٹنیاں لگ گئیں اور ان کو پیپی کی جاتی تھی جس کو ہم اردو میں پوٹڑے کہتے ہیں، پوٹڑے رکھ دینا، جب مر گئی، جب پوٹڑا نکالا گیا اس پوٹڑے پاخانے سے خوشبو اور ایسی نرالی مہک پھونتی تھی، ہر مرد اور عورت سوگھتا، تعجب کرتا اور ٹٹی کو تبرک بنا کے رکھ دیا، او

الہدیو جاگ جاؤ، خبردار ہو جاؤ اور حنفی سے کہوٹی کو تبرک بنا کر رکھنے والو، دیوبند یوٹی کو تبرک بنا کے رکھنے والو تم الہدیو کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اس عبارت میں غیر مقلد نے ہیرا پھیری کی حد کر دی ہے، ہم تذکرۃ الخلیل کی اصل عبارت پیش کرتے ہیں، بی امی کی عمر طویل ہوئی اور انہوں نے نو اسوں کی اولاد کو بھی دیکھا، اخیر عمر میں بصارت اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی تھیں اور مرض الموت میں تین سال کامل صاحب فراش رہیں مگر نہ قلبی ولسانی ذکر اللہ میں فرق آیا اور نہ صبر و رضا بر قضا میں کمی لاحق ہوئی، جس مریض کو تین سال مرض اسہال میں اس طرح گزریں کہ کروت بدلنا بھی دشوار ہو اس کے متعلق یہ خیال بے موقع نہ تھا کہ بستر کی بدبودھوبی کے یہاں بھی نہ جائے گی مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ غسل کیلئے چار پائی سے اتارنے پر پوٹڑے نکالے گئے جو نیچے رکھ دیئے جاتے تھے تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو اور ایسی نرالی مہک پھوٹی تھی کہ ایک دوسرے کو سنگھاتا اور ہر مرد و عورت تعجب کرتا تھا چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۹۶، ۹۷)

غیر مقلد نے تو منہ بھر بھر کر مٹیاں مٹیاں کے الفاظ دہرائے مگر اصل پوری عبارت میں اس کا اشارہ بھی نہیں کہ ان پوٹڑوں کو ٹٹی لگی ہوئی تھی بلکہ اس میں تو مائی صاحبہ کی احتیاط اور بستر پر اللہ کے ذکر کی برکت اور ان کی دیکھ بھال کرنے والوں کے حسن انتظام کی طرف اشارہ ہے کہ پوٹڑے بھی آلودہ نہ ہونے دیئے گئے، پھر اس غیر مقلد نے پوٹڑے کا معنی نیسی کیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اسلئے کہ پوٹڑے ان کپڑوں کو کہا جاتا ہے جو بستر اور چار پائی بچانے کیلئے بچھا دیئے جاتے ہیں، اگر نجاست سے آلودہ کپڑے مراد ہوتے تو اصل کپڑے جو انہوں نے پہن رکھے تھے ان کو زیادہ سنبھال کر رکھا جاتا، جب ان پوٹڑوں کو نجاست لگی ہی نہیں تھی بلکہ ذکر کرنے والی مائی صاحبہ کی چار پائی پر ہونے کی وجہ سے عام عادت کے برخلاف ان سے خوشبو مہک رہی تھی تو ان کو دھلوائے بغیر تبرک کے طور پر رکھنے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ اگر غیر مقلد کو یہ اصرار ہے کہ عام طور پر اسہال والے مریض کے نیچے جو کپڑے بچھائے جاتے ہیں وہ آلودہ ہو جاتے ہیں اسلئے مائی صاحبہ کے نیچے بچھائے گئے پوٹڑے بھی آلودہ تھے تو یہ اس کا قیاس ہے اور قیاس شرعی کی مخالفت میں کمر بستہ طبقہ سے تعلق رکھنے والے کو اپنے ذہنی قیاس سے بات لیکر الزام عائد کرتے ہوئے کچھ تو خدا خونی سے کام لینا چاہئے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ہدایت نصیب فرمائے اور ہم سب کو سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سنت اور صراط مستقیم پر قائم و دائم رکھے، آمین یا اللہ العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و صحابہ و جمعین۔